15950
2/3

(۱)

السلام وعلیکم

میرے والد صاحب کا انتقال ہو گیا ہے انھوں نے
میراث میں 2 دکانیں جن کی مالیت ایک کروڑ ہے اور 2 پلاٹ جن
کی مالیت 12 لاکھ ہے اور دکان کا مال ہے جس کی مالیت [illegible] 50
سے 60 لاکھ ہے اور ایک گھر ہے جو ابو کو دادا نے دیا تھا دادا کے دو گھر
تھے ایک چاچا کو دیا تھا اور ایک ابو کو اور [illegible] پھوپھی کو کوئی حصہ نہیں
دیا تھا تو اس گھر میں چاچا اور پھوپھی کا حصہ لگے گا؟ دادا ہمارے ساتھ
رہتے تھے اور یہ 1981 کی بات ہے جب دادا کا انتقال ہوا تھا انھوں نے یہ
گھر ان کے نام پر کر کے دو لوگوں کے درمیان سونپا تھا اور یہ اسوقت کہا
کہ حکومت کی طرف سے جس کے جتنے بیٹے تھے اسکے عوض یہ کوارٹر ملے
تھے مسئلہ صرف گھر کا آرہا ہے اور یہ دادا نے اپنی زندگی میں دیا تھا اور
ہمارے سامنے یہ آیا ہے کہ [illegible] قبضہ تام ہونا ضروری ہے لیکن اسوقت کے
لوگ تو لاعلم تھے وہ اس بات کو جانتے ہی نہیں تھے تو اسکی وضاحت فرمادیں اور
گھر کی قیمت ایک کروڑ 85 لاکھ ہے اور اسوقت یہ صرف [illegible] اوپر
تھا ابو نے اسکی تعمیر کی ہے اور آج کے اعتبار سے اسکی مالیت ایک کروڑ 40
لاکھ ہے

(2) امی [illegible] اور گھر کی تقسیم چاچا
اور پھوپھی کو دینے کے بعد اتنی نہیں بنتی کہ انکے (والدہ) اخراجات کسطرح پورے کیے جاسکیں
وہ یہاں اکیلی ہے بھائی بھی باہر ہوتے ہیں اور بیٹی لندن میں اور ایک ہی بیٹی

بھائی یہ جو اور بہن کے اپنے کچھ نہ کچھ مسئلے ہیں اگر تو ہم ایسا چاہ رہے تھے

کہ کچھ ایسی آمدنی کا ہو جائے کے ان کا خرچہ بھی چل سکے۔

محمد شعیب عالم

پتہ: مکان نمبر 1/9 سیکٹر 11/E نیو کراچی

فون نمبر: 0306-0981634

دارالافتاء

وضاحت: ہماری والدہ زندہ ہیں۔ اور ہم ایک بھائی (60044742917 8011)

اور دو بہنیں ہیں۔ ہمارے والد صاحب کے والدین اور دادا دادی، نانی کا انتقال ان کی زندگی

ہی میں ہو گیا تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

سوال میں ذکر کردہ صورت میں اگر واقعۃً آپ کے دادا نے آپ کے والد کو گھر ہبہ (گفٹ) کیا تھا اور ان کے نام بھی کروا دیا تھا نیز اس پر دو گواہ بھی موجود تھے، تو اس گھر کے مالک آپ کے والد ہو گئے تھے، اگرچہ آپ کے دادا نے اس مکان سے اپنی رہائش ختم کر کے آپ کے والد کو قبضہ نہیں دیا تھا کیونکہ موجودہ عرف میں قانونی کاغذات کے ساتھ ساتھ قبضہ دینے کو مکان کا مالک بنانا سمجھا جاتا ہے، اگرچہ مکان بالکل خالی کر کے نہ دیا جائے، لہٰذا آپ کے چچا اور پھوپھی کا اس میں کوئی حصہ نہیں بلکہ یہ مکان اب آپ کے والد مرحوم کے ترکہ میں شامل کر کے ان کے ورثاء میں تقسیم کیا جائے گا، اور تقسیم ترکہ کی تفصیل ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔ (ماخذہ التبویب ۱۹۶۸/۱۰۰)

آپ کے والد مرحوم نے بوقتِ انتقال اپنی ملکیت میں دو دکانیں (جن کی مالیت ایک کروڑ ہے)، دکانوں میں تقریباً پچاس لاکھ کا مال، دو پلاٹ (جن کی مالیت پندرہ لاکھ ہے) اور ایک مکان (جس کی مالیت ایک کڑور پچاسی لاکھ ہے) سمیت جو کچھ منقولہ وغیر منقولہ مال و جائیداد مثلاً پلاٹ، نقد رقم، سونا چاندی، مالِ تجارت، کپڑے، برتن اور مرحوم کا وہ قرض جو ان کا کسی پر ہو اور مرحوم نے اپنی زندگی میں وہ وصول یا معاف نہ کیا ہو، غرض جو بھی چھوٹا بڑا اسامان چھوڑا ہے وہ سب ان کا ترکہ ہے، اس میں سب سے پہلے ان کے کفن و دفن کے متوسط اخراجات نکالے جائیں، تاہم اگر یہ اخراجات کسی نے احسان کے طور پر ادا کر دیئے ہوں، تو ان کے ترکہ سے یہ اخراجات نہیں نکالے جائیں گے۔ البتہ اگر مرحوم کے ذمہ کسی کا کوئی واجب الاداء قرض ہو تو اسکے ترکہ سے وہ ادا کیا جائے، نیز اگر مرحوم نے اپنی بیوی کا مہر ادا نہ کیا تو اس کے ترکہ سے بیوہ کا مہر بھی ادا کیا جائے گا، اس کے بعد دیکھیں کہ اگر مرحوم نے کسی غیر وارث کے حق میں کوئی جائز وصیت کی ہو تو اس پر بقیہ ترکہ کے ایک تہائی (1/3) مال کی حد تک عمل کریں، اس کے بعد جو ترکہ باقی اس کے کل بتیس (32) برابر حصے کر کے چار (4) حصے بیوہ (آپ کی والدہ) کو، بیٹے کو چودہ (14) حصے اور دونوں بیٹیوں میں سے ہر ایک کو سات سات (7) حصے دیدیں۔

دار الافتاء

(جاری ہے۔۔۔)

مسئلہ:۸ تصحیح ۳۲ مضروب:۴

بیوہ	بیٹا	بیٹی	بیٹی
۱	۷		
۴	۲۸		
۴	۱۴	۷	۷
۱۲٫۵٪	۴۳٫۷۵٪	۲۱٫۸۷۵٪	۲۱٫۸۷۵٪

قال الله تعالي:

{ يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ --------------وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ} [النساء : ۱۲]

فيض الباري ۴/ ۶۰،دارالکتب العلمية)

(ثم اعلم أنَّ هِبة المشاع لا تتم في أصل المذهب، وإن تحقق القبضُ أيضًا؛ وأفتى المتأخرون بجوازها، وبه أفتى

فتاوى قاضيخان (۳/ ۱۴۶)

ولو وهب نصف الدار أو تصدق وسلم ثم إن الواهب باع ما وهب أو تصدق ذكر في وقف الأصل أنه يجوز بيعه لأنه لم يقبض، ولو باعها الموهوب له لا يجوز بيعه لأنه لم يملك نص أن هبة المشاع فيما يقسم لا تفيد الملك وإن اتصل به القبض وبه قال الطحاوي، وذكر عصام رحمه الله تعالى أنها تفيد الملك وبه أخذ بعض المشايخ رحمهم الله تعالى۔

الفتاوي التاتارخانية ۱۴/۴۲۸

۲۱۵۹۷:-وذكر في مضاربة الكبير:رجل دفع إلي رجل الف درهم،وقال نصفها هبة لك،ونصفها مضاربة عندك لايجوز،فإن هلك المال عند القابض يضمن خمسمائة درهم،ولو وهب نصف الدار،أو تصدق وسلّم ، ثم الواهب باع ما وهب أو تصدّق،ذكر في وقف الأصل:أنه يجوزبيعه،ولو باعه الموهوب له لا يجوز بيعه،لأنه لم يملك نص أن هبة المشاع فيما يقسم لا يفيد الملك،

(جاری ہے۔۔۔)

له لا يجوز بيعه،لأنه لم يملك نص أن هبة المشاع فيما يقسم لا يفيد الملك، وإن إتصل القبض،وبه قال الطحاوي،وذكرعصام:أنه يفيد الملك،وبه أخذ بعض المشائخ،وفي السراجية:وبه يفتي.............والله سبحانہ وتعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۱۸/ذوالقعدہ/۱۴۳۹ھ

۱/اگست/2018ء

محمد اویس سیالکوٹی کان اللہ لہ

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۱۸/ذوالقعدہ/۱۴۳۹ھ

۱/اگست/2018ء

الجواب صحیح

۱۸/۱۱/۱۴۳۹ھ

دار الافتاء

فتوی نمبر ۱۹۹۷/۵۸

نائب مفتی